استاد عبداللہ عریف

صدر بلدیہ مکہ معظمہ

"یہ وہ جگہ ہے، جہاں سے اسلام کا عظیم سرچشمہ پھوٹا ۔ تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد اس کا فیض پورے جزیرہ عرب پر محیط ہوگیا ۔ پھر وہاں سے نکل کر اس نے حیرت انگیز سرعت سے ایشیا اور افریقہ کے وسیع و عریض علاقوں کو اپنے دامن میں لے لیا ۔ وہاں سے وہ یورپ تک پہنچ گیا ۔ اور اس طرح ایک سو سال سے بھی کم مدت میں وہ اسلامی تہذیب و ثقافت کے قیام کا باعث بنا۔

اسلام کے اس سرعت سے پھیلنے کا ایک سبب تو خود اس دین حنیف کی یہ فطری خصوصیت ہے کہ اس میں ہرج اور تنگی نہیں اور دوسرے یہ مشتمل ہے آن آمور پر جن میں کہ انسانی نفوس کی بیماریوں کا علاج ہے ، یہاں ہمیں دو چیزوں میں فرق کرنا ہوگا ۔ ایک تو اسلام کا بحیثیت دین حنیف کے پھیلنا ہے ۔ اور دوسرے اسلامی حکومت کا قیام اور پھیلاؤ ہے ۔ یاد رہے یہ دو چیزیں ہمیشہ ایک ساتھ نہیں رہیں ۔

عروج و زوال کے اسباب

اگر ہم امت اسلامیہ کے ابتدائی حالات سے لے کر اس وقت وہ جس حالت کو پہنچی ہے، اس پر ایک نظر ڈالیں، تو ہم یہ دیکھیں گے کبھی تو یہ امت بڑی جرائت و ہمت سے اس رفتار سے آگے بڑھی ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال انہیں ملتی ۔ اور کبھی اس کی رفتار میں تذبذب اور اضطراب پیدا ہوگیا، عہد گذشتہ کے اسلامی تاریخ کے ان آثار کا اگر ہم مطالعہ کریں تو ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کس طرح جدوجہد اس آمت کی نشاط کار کو آبھارتی اور اس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتی رہی اور کیسے دوسروں پر تکیہ کرنا اور

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

آرام طلبی گم نامی اور زوال کا باعث بنی - آج جو ہم امت اسلامیہ میں نئے سرے سے حرکت و عمل اور حریت و آزادی دیکھ رہے ہیں، تو یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس میں آرام و مصائب کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہے -

چند حقائق

حضرات افاضل! میرے کانوں میں الامام شیخ محمد عبدہ کے یہ کلمات ہمیشہ گونجتے رہے ہیں کہ "الاسلام محجوب باھلہ" (اسلام کو حجاب میں رکھنے والے خود مسلمان ہیں) آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس سلسلےمیں چند حقائق آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آج جب ہم اپنے اوپر نظر ڈالتے ہیں، تو ان حقائق سے ہمیں لا محالہ سبق لینا ہوگا - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم"

(۱) تاریخ بڑی وضاحت سے ہمیں یہ بتاتی ہے کہ امت اسلامیہ کا اس وقت سے زوال شروع ہوا، جب اس نےاپنے پیغام کوبھلا دیا اور اس کا اپنی اقدار عالیہ پر ایمان نہ رہا - یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی قوم نہ تو ماضی قریبمیں اور نہ ماضی بعید میں اس وقت تک اوپر نہیں اٹھی، جب تک وہ کسی عقیدے پر ایمان نہیں لائی - ہم مسلمانوں کو اپنے جدید معاشرے کے لئے کسی اور عقیدے کی ضرورت نہیں - ہمارا عقیدہ وہی ہے، جسے رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے تھے، اور اگر ہم اسے از سر نو جلادیں، اوراس پر صدیوں سے نکبت و ادبار کی گردوغبار کی جو تہیں جم گئی ہیں، انہیں ہٹا دیں، تو یہ انسانیت کے لئے بہترین ہدایت ہے اور یہ حق، خیر اور جمال کا راستہ ہے -

عرب اسی پیغام کے علم بردار بن کر جزیرہ عرب سے نکلے تھے - اگر انہیں اس پیغام پر ایمان نہ ہوتا اور یہ پیغام ایک عقیدے کے طور پر ان کے نفوس میں گھر نہ کر چکا ہوتا اور وہ اسے پوری طرح سمجھے نہ ہوتے، تو نہ تو وہ ایک عظیم اسلامی امت کی تشکیل کر سکتے اور نہ وہ اس شاندار تہذیب

کو ھی جنم دے سکتے جو انسانی تہذیب میں نفیس ترین اضافہ تھا - یہ پیغام اسلام تھا ، جو مشتمل ھے ایک طرف فضائل انسانی کے نادر مجموعے پر اور دوسری طرف جامع ھے ایسی اقدار عالیہ کا کہ اس سے پہلے کوئی قوم ان پر ایمان نہیں لائی -

(۲) ھمارے ھاں اس وقت بیداری کی جو رو ھے ، وہ ھماری اسلامی زندگی ھی کی جو اب تک اپنی بعض خصوصیات اور اساسی اوصاف کو قائم رکھے ھوئے ھے ؛ ایک تجدیدی لہر ھے لیکن آج وہ زمانہ نہیں جس میں کہ ھماری امت کی شروع میں نشو و نما ھوئی تھی - اور وہ حالات ھیں، جو ان حالات سے بالکل مختلف ھیں جن میں کہ اس کی پہلی ترقی کی ابتدا ھوئی تھی - اس کا قدرتی نتیجہ ھونا چاھئے کہ ھم اپنی موجودہ دعوت کو اپنی نئی زندگی اور دنیا کے ترقی پذیر معاشروں کے حالات و ظروف کے مطابق بنائیں - اس کے لئے صالح ترین طریقہ اختیار کریں اور جس شکل میں ھمیں دعوت دینی ھے- اس کی ترتیب میں حکمت سے کام لیں - ھمیں اپنی رفتار ترقی میں اس امر کا خاص خیال رکھنا ھے کہ قوموں کا قافلہ جو علوم و فنون میں بہت آگے بڑھ گیا ھے ، اس سے ملنا ھے اور حکمت و فکر اور علوم و فنون کے خزانوں میں پچھلی کئی صدیوں میں جو مال و متاع جمع ھو گیا ھے اسے حاصل کرنا ھے -

علاوہ ازیں یہ جو ثقافت کے مختلف انواع اور مختلف ناموں کے آلات و وسائل ھیں ، ان سے بلا جدل و نزاع ھمیں استفادہ کرنا ھے - اور پیداوار کی مختلف شاخوں اور اپنی ثروت کی افزائش کے مختلف شعبوں میں ھمیں نئے اسلوب اور طریقے اختیار کرنا ھوں گے - کیوں کہ محنت سے زیادہ سے زیادہ کام لینے اور کم سے کم محنت کر کے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے میں انسانی عقل جو کچھ کر سکتی تھی ، یہ اس کی انتہا ھیں - بلکہ ھمارا فرض ھے کہ ھمارے اندر جو بھی ذھانت اور عبقریت ھے ، اس سے نئے اسلوبوں اور طریقوں کو ترقی دینے کا کام لیں تاکہ ھم موجودہ تہذیب میں ایسے اسلوبوں اور طریقوں کا اضافہ کر سکیں جو مزید فلاح و بہبود ، سعادت اور آسودگی و فارغ البالی کا باعث ھوں -

(۳) ہمیں چاہیئے کہ ہماری زندگی کے بعض جو حقائق ہیں ، انہیں نہ بھلائیں اور بڑی صراحت سے ان کا مقابلہ کریں - کیونکہ حقائق کے انکار سے زندگی کے معرکے میں کچھ فائدہ نہیں پہنچتا - آج امت اسلامیہ میں لاکھوں کروڑوں ایسے افراد ہیں' جو جاہل ہیں - اور جس ملک و قوم میں جہالت عام ہو ' وہ ترقی نہیں کر سکتی - اسی طرح امت اسلامیہ میں لاکھوں کروڑوں بیمار و کمزور ہیں - اور ان کے ہوتے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی - امت اسلامیہ کو تعمیر و اصلاح کے لئے زبردست جد و جہد کی ضرورت ہے - ایسے ہی ہمارے ہاں پرانی عادات اور بے کار توہمات کا تہ بہ تہ ملبہ جمع ہے اور وہ بری طرح نفوس کی خرابی اور اعلیٰ قدروں کی تخریب کا باعث بن رہا ہے - اور کوئی قوم جب تک کہ اس کے افراد میں مساوات نہ ہو - وہ اقدار عالیہ نہ رکھیں اور ان کے درمیان باہم کامل اعتماد نہ ہو ، ترقی نہیں کرسکتی- ہماری دعوت صرف دینی دعوت نہیں ہونی چاہئے- اس کے لئے خود ہمیں اپنے آپ سے جہاد کرنا ہوگا - اور یاد رہے کہ جنگ کے میدانوں سے کہیں وسیع تر وہ میدان ہیں ' جہاں ہمیں خود اپنے آپ سے جہاد کرنا ہے - اور کہیں زیادہ مال و دولت اور اپنی محنت و جد و جہد کی قربانی دینا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تمام میدانوں میں زبانی دعوت کی منزل سے عمل کی منزل میں آئیں - اور آپ کا یہ رابطہ اسلامی اس بارے میں پہل کرے -

یہ جو کچھ میں نے اوپر کہا ہے ' اس کی مثالیں دینے کے لئے مجھے دور نہیں جانا پڑے گا - ہم سب حج میں موجود تھے- اور ہم سب نے لاکھوں مسلمانوں کو جو مختلف اقوام اسلامی کی نمائندگی کرتے ہیں ' دیکھا ہے - ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد کا حج سے متعلق دینی شعائر تک سے جاہل ہونا - اس سے آپ میں سے اکثر کو بڑا دھکا لگا ہوگا - اسی طرح آپ کو حج پر آنے والوں کی ایک بڑی کثرت کے ضعف شدید اور اس حد تک تنگ دستی سے بھی کہ وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر بھیک مانگتے ہیں ، بڑا دھکا لگا ہوگا - اور شاید اکثر حجاج کی ان چیزوں سے جنہیں عام طور پر معمولی آداب و قواعد اور صحت و صفائی کے طریقے کہتے ہیں ' بے پروائی سے بھی آپ حضرات کو بڑا صدمہ پہنچا ہوگا - ہزاروں حجاج دیکھ رہے ہوتے ہیں اور وہ پینے کے پانی کی

ٹونٹیوں کے نیچے استنجا کرتے ھیں - اور وضو سے قبل استنجا کے بہانے ان کے ارد گرد پیشاب کرتے اور حاجات ضروریہ سے فارغ ھوتے ھیں - ان میں ایسے بھی ھیں ، جو کھڑے ھو کر ننگے نہاتے ھیں - اور دیکھنے والے انہیں دیکھ رہے ھوتے ھیں -

ان میں ایسے بھی کچھ کم نہیں جو بغیر سوچے سمجھے ہر طرح کی غلاظت اور کوڑا کرکٹ میدانوں ' بازاروں میں خیموں کے درمیان ، راستوں اور سڑکوں میں پھینکتے ھیں - اور اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس سے لوگوں کو کتنی ایذا پہنچے گی اور کس قدر بدبو پیدا ھوگی اور مکھیاں پھیلیں گی- پھر آپ حضرات اس کا بھی خیال فرمائیں کہ کس طرح راستوں میں اور لگے ھوئے خیموں کے درمیان قربانیاں کی جاتی ھیں اور ان کا گوشت یوں ھی پڑا رہنے دیا جاتا ھے - نہ وہ فقیروں کو پہنچتا ھے نہ محتاجوں کو - بلکہ ان کا خون ' ان کی او جھریاں اور ان کا گوشت ان کے سامنے ھی سڑتا ھے - اس میں شک نہیں کہ یہ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اسلام کے تقاضوں اور مطالبات سے دور ھیں ان سے حجاج کے آرام و آسائش میں خلل واقع ھوتا ھے- مقامات مقدسہ میں صفائی و لطافت نہیں رہتی - اور صحت عامہ پر ان کا بہت برا اثر پڑتا ھے - قطع نظر اس کے کہ حجاج بیت الحرام کی خدمت کے سلسلہ میں حکومت سعودی عرب جو کوششیں کرتی ھے ، وہ سب ضائع جاتی ھیں -

بے شک ان امور کا تدارک خود حجاج کے اپنے ھاتھ میں ھے- اور مسلمانوں میں سے روشن خیال اور بیدار مغز افراد کا فرض ھے کہ وہ اپنے اپنے ھاں اپنے اھل وطن کو ان امور سے آگاہ کریں انہیں دینی تربیت دیں اتنے بڑے اجتماع میں ان کا کیا رویہ ھو ، اس بارے میں ان کے اندر شعور پیدا کریں اور فریضہ حج کو ان معنوں میں کہ اسے وھی ادا کریں' جن میں اس کی استطاعت ھے ' نیز صحت اور مادی اعتبار سے بھی سہل و آسان بنائیں -

(۴) جب سے کہ المواطن (ھم وطن) فیصل بن عبد العزیز برسر اقتدار آئے ھیں - مملکت میں جو کام تکمیل کو پہنچے ھیں ، میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا - میں نے فیصل بن عبد العزیز کو المواطن کہا ھے -

میں انہیں الملک (بادشاہ) نہیں کہتا اور نہ صاحب الجلالہ" (ہز مجسٹی) ۔ بے شک ہم نے ان کی امارت و ولایت کی جو بیعت کی ہے، تو ایک ایسے شخص کی بیعت کی ہے ۔ جو ہمارے والی و امیر ہونے کے حیثیت میں ، ہمارے اسلامی شعائر کی خدمت اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہدایت کے مطابق ہمارے ملک اور دوسرے عربی و اسلامی ملکوں میں عدل اجتماعی کے قیام کے لئے صالح ترین اسلامی شخصیت ہیں ۔ اس سلسلہ میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام کی تعمیر پر پچاس کروڑ ریال صرف ہوئے ہیں اور جب سے کہ فیصل بن عبد العزیز نے رئیس الوزراء کی حیثیت سے اقتدار کی ذمہ داری سنبھالی ہے ، مکہ مکرمہ کی سڑکوں اور بازاروں پر پچیس کروڑ ریال صرف ہو چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایسی اور ان سے بھی زیادہ تعمیرات مملکت کے تمام شہروں اور بستیوں میں ہوئی ہیں ۔

(۵) جب کہ اللہ کی کتاب تمام مسلمانوں کی کتاب ہے اور اسلامی فرقوں کے مذاہب کا جوہر اصلی توحید ہے تو اس امر کی پوری توقع ہے کہ تمام مسلمان اپنے دینی و دنیوی امور کی اصلاح کے لئے باہم تعاون کریں گے ۔ اور ان کا یہ تعاون برابر رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ پورا ہو اور اس کے نور کا لوگوں کے لئے اتمام ہو جائے ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ